49632 ـ فطرانہ اور مالی زكاۃ میں فرق

سوال

كيا مسلمان پر مال كى زكاۃ جو دين كے پانچ اركان ميں سے ايك ہے اور فطرانہ ميں كوئى فرق ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جى ہاں زكاۃ جو اركان اسلام ميں سے ايك ركن ہے يہ فطرانہ جو كہ رمضان كى زكاۃ كے علاوہ ہے.

پہلى يعنى يعنى اركان اسلام والى زكاۃ ہے اور يہ كچھ اقسام كے اموال ميں فرض ہوتى ہے مثلا:

1 ـ چوپائے يعنى اونٹ گائے اور بكري.

2 ـ تجارتى سامان.

3 ـ زمين سے اگنے والى اشياء، اور يہ دو چيزوں پر مشتمل ہے:

اول:

كھيتى اور پھل، علماء كرام كا اجماع ہے كہ يہ زكاۃ چار اقسام ميں فرض ہوگى: گندم جو كھجور اور منقہ.

اس كے علاوہ باقى اشياء ميں علماء كا اختلاف ہے.

دوم:

خزانہ، يہ كفار كا وہ مال ہے جو زمين ميں مدفون ہو اور مسلمان شخص كو مل جائے.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوى ميں ابن منذر رحمہ اللہ سے نقل كيا ہے كہ:

" اہل علم كا اجماع ہے كہ نو اشياء پر زكاۃ واجب ہوتى ہے: اونٹ، گائے، بكري، سونا، چاندى، گندم، جو، كھجور اور

منقہ.

جب ان میں ہر کوئی قسم اس نصاب کو پہنچ جائے جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے " اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (25 / 10).

ان اموال کے علاوہ میں علماء کا اختلاف ہے:

ان اموال میں معین شروط کے ساتھ زکاۃ واجب ہو گی، اور شریعت مطہرہ نے جو مقدار مقرر کی ہے وہ نکالنا اور ادا کرنا واجب ہے.

اس سلسلہ میں آپ تفصیل معلوم کرنے کے لیے قسم زکاۃ کے مسائل کا مطالعہ کریں.

اور یہ زکاۃ (یعنی مال کی زکاۃ) دین اسلام کا ایك رکن ہے اس کا منکر شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور زکاۃ ادا نہ کرنے والا شخص قطعی طور پر فاسق ہے، مسلمان حکمران کو چاہیے کہ وہ زبردستی اور جبر کے ساتھ زکاۃ وصول کرے، اور اگر وہ زکاۃ نہ دینے پر مصر رہے اور اپنے قبیلہ کی پناہ حاصل کر کے زکاۃ ادا نہ کرے تو اس سے لڑائی کی جائیگی حتی کہ وہ زکاۃ ادا کر دے.

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" یقینا اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے:

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور نماز پابندی سے ادا کرنا، اور زکاۃ ادا کرنا، اور رمضان المبارك کے روزے رکھنا، اور بیت اللہ کا حج کرنا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (8) صحیح مسلم حدیث نمبر (16).

اور بخاری و مسلم کی ایك اور روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تك لڑائی کروں حتی کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی

معبود برحق نہيں، اور يقينا محمد اللہ كے رسول ہيں، اور نماز پابندى سے ادا كرنے لگيں، اور زكاۃ ادا كريں، چنانچہ جب وہ يہ كام كرنے لگيں ت وانہوں نے مجھ سے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ كر ليا، مگر اسلام كے حق كے ساتھ اور ان كا حساب اللہ كے سپرد "

صحيح بخارى حديث نمبر (25) صحيح مسلم حديث نمبر (22).

صحابہ كرام كا اجماع ہے كہ زكاۃ ادا نہ كرنے والوں كے ساتھ جنگ كى جائيگى بخارى اور مسلم ميں ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے كہ:

" جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم فوت ہوئے اور ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ تھے اور عرب ميں سے جس نے كفر كرنا تھا كفر كيا، چنانچہ عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے: تم لوگون سے كيسے جنگ كر سكتے ہو حالانكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" مجھے حكم ديا گيا ہے كہ ميں لوگوں سے جنگ كروں حتى كہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ ليں، چنانچہ جس نے بھى لا الہ الا اللہ پڑھ ليا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنا نفس محفوظ كر ليا مگر اسلام كے حق كے ساتھ، اور ا سكا حساب اللہ پر.

تو ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے: اللہ كى قسم ميں تو اس نے بھى جنگ كروں گا جس نے نماز اور زكاۃ ميں فرق كيا كيونكہ زكاۃ مال كا حق ہے، اللہ كى قسم اگر انہوں نے مجھ سے ايك بكرى كا چھوٹا سا بچہ بھى روك ليا جو وہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو ديا كرتے تھے تو ميں اس كے روكنے پر ان سے ضرور جنگ كرونگا.

عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں: اللہ كى قسم اللہ تعالى نے ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ كا سينہ كھول ديا تھا تو ميں نے جان ليا كہ وہ حق پر ہيں "

صحيح بخارى حديث نمبر (1400) صحيح مسلم حديث نمبر (20).

اور جو زكاۃ رمضان المبارك كے آخر ميں فرض ہوتى ہے وہ فطرانہ ہے، سب علماء كا اس كے واجب ہونے پر اجماع ہے، مگر جو شاذ ہے.

ديكھيں: طرح التثريب (4 / 46).

اور فطرانہ مالی زكاۃ كے درجہ اور مقام سے كم ہے، كيونكہ فطرانہ اركان اسلام ميں شامل نہيں، اور اس كا منكر شخص كافر نہيں ہوتا.

فطرانہ كا ذكر بہت سارى احاديث ميں ملتا ہے جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

صحيح بخارى اور صحيح مسلم ميں ہے ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہر مسلمان مرد و عورت آزاد اور غلام بچے اور بوڑھے پر ايك صاع كھجور يا ايك صاع جو فطرانہ مقرر كيا، اور حكم ديا كہ لوگوں كے نماز عيد كے ليے جانے سے قبل ادا كيا جائے "

صحيح بخارى حديث نمبر (1503) صحيح مسلم حديث نمبر (984).

اور سنن ابو داود ميں ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما سے مروى ہے كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فطرانہ روزے دار كے ليے لغو اور غلط كام سے پاكيزگى اور مسكين كے كھانے كے ليے فطرانہ مقرر كيا، چنانچہ جس نے بھى نماز عيد سے قبل ادا كيا تو اس كا فطرانہ مقبول ہے، اور جس نے نماز عيد كے بعد ادا كيا تو يہ عام صدقات ميں سے ايك صدقہ ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر (1609) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن قرار ديا ہے.

مزيد تفصيل معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (12459) كے جواب كا مطالعہ كريں.

واللہ اعلم .